مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق اگست ۲۰۲۲ء

ہر عمل کے لئے علم صحیح کی ضرورت ہے

طاعون کے زمانہ میں ہر شخص چوہے سے ڈرتا ہے کہ طاعون کے جراثیم ہمارے گھر میں نہ آجائیں، اور بدعملی اور منکرات کے چوہے ہمارے گھروں میں کتنے ہی ہوں فکر نہیں، سانپ گھر میں آجائے سب پریشان، اور گھر میں خلافِ شرع وضع قطع، تصاویر جاندار کی، ریڈیو کے گانے، ٹیلی ویژن کا گھر یلو سینما آجائے کوئی فکر نہیں۔ ہر عمل کے معاملے میں علم صحیح کی ضرورت ہے، لاعلمی میں زہر کھانے سے نقصان تو یقیناً پہنچے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک گھر میں تشریف لے گئے وہاں تصویر جاندار کی تھی فوراً واپس آگئے۔ رزق کی ترقی اور برکت کیلئے وظیفے پڑھنے تیار ہیں؛ مگر گناہ چھوڑنے تیار نہیں۔

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

طبیب الامۃ مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ مطابق اگست ۲۰۲۲ء جلد نمبر ۱۹ شمارہ نمبر ۱۰

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ الاسلام شیخ عارف اللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہم	۳
۲	خزائن القرآن	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۸
۳	خزائن الحدیث	حضرت مولانا منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۱۲
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۶
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۸
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۲۰
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ	۲۲
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۴
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۷
۱۰	دردِ محبت	سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

انسانیت کی عظمت

حضرت مولانا عبدالستار صاحب مدظلہم

اللہ رب العزت نے اپنی تمام مخلوقات میں انسان کو عظمت بخشی ہے۔ جب انسان کے اندر انسانیت ہوتی ہے تو ہی اپنا ایک امتیاز اور اپنی ایک نرالی شان رکھتا ہے۔

ترکی کے علاقے میں مولانا روم کے نام سے ایک شاعر اور حکیم گذرے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب مثنوی میں ایک بڑا سبق آموز واقعہ لکھا ہے کہ:

''ایک دن میں رات کے اندھیرے میں باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک شخص ہاتھ میں چراغ لئے گھوم رہا ہے اور چراغ کی روشنی میں کچھ تلاش کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا: کس چیز کی تلاش ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ چوپایوں کے اندر رہ کر میں عاجز آچکا ہوں، اب کسی انسان کی تلاش ہے۔ میں نے اس سے کہا: میں نے بھی اس کی تلاش کیلئے بہت کوشش کی، بہت دن کھپائے، راتوں کو جاگا، جوانی لگادی، مجھے بھی کوئی انسان نظر نہیں آیا۔ اس پر وہ شخص کہنے لگا کہ میری زندگی کا مزاج یہ رہا ہے کہ جو چیز نایاب ہوتی ہے میں اس کی تلاش میں زیادہ کوشش کرتا ہوں''۔

تو مولانا روم ایک واقعہ لکھ کر سبق دے گئے کہ ہر آنکھ رکھنے والا انسان نہیں ہوتا، ہر شخص جو کان زبان اور دل ودماغ رکھتا ہے انسان نہیں ہوتا۔ بہت سارے شکل صورت میں تو انسان ہوتے ہیں لیکن انسانیت سے محروم ہوتے ہیں۔ تو اللہ نے انسان کو عزت بخشی، اس کی انسانیت کی وجہ سے اسے معزز بنایا، آج دنیا کے اندر انسان نے

ہواؤں پر فضاؤں پر سمندروں پر نہ جانے کن کن چیزوں پر قبضہ جمالیا ہے۔ انسانیت کی ترقی کا اندازہ نقشوں سے، تعمیرات سے، شہروں کی آبادیوں سے، مردم شماری سے، بلند وبالا عمارتوں سے، اعلیٰ قسم کی یونیورسٹیوں سے، بڑے بڑے ہسپتالوں اور دارالشفاء سے، بڑی عدالتوں اور بڑی اسمبلیوں سے نہیں لگایا جاسکتا۔ اس لئے فرمایا کرتے تھے نقشوں کو نہ جانچو بلکہ انسانوں سے مل کر دیکھو کہ کیا چیز جی رہی ہے؟ کیا چیز مر رہی ہے؟ کیا چیز ترقی کر رہی ہے؟ اور کیا چیز تنزلی کا شکار ہے؟ جغرافیہ کے ماہرین نے ایک وقت رائے دی کہ یہ زمین چپٹی ہے، پھر جدید تحقیق آئی کہ یہ زمین گول ہے۔ لیکن نظریوں آرہا ہے کہ یہ زمین ڈھلوان کا شکار ہوچکی ہے۔ ہر بلندی والا پستی کی طرف جارہا ہے۔ انسانیت سے گر کر حیوانیت کی طرف اس کا رُخ ہوچکا ہے۔ بلند اخلاق کا حامل فرد پست اخلاق والا بنتا جارہا ہے۔ بڑھیا سوچ رکھنے والا گھٹیا سوچ کا علمبردار اور داعی بنتا جارہا ہے۔ آج کا یہ انسان خدا پرستی کی زندگی چھوڑ کر اپنے نفس کا غلام بن چکا ہے، بلکہ ساری دنیا کی وسعتوں پر اس کے معدے اور اس کی شہوت نے احاطہ کر رکھا ہے۔ ویسے تو کہنے والے کہہ رہے ہیں کہ زمین کا کرّہ سورج اور چاند کے گرد چکر کاٹ رہا ہے لیکن اس کرّے پر بسنے والا انسان شہوت اور معدے کے گرد چکر کاٹ رہا ہے۔ آج ساری انسانیت اس کے گرد گھومتی نظر آرہی ہے۔ اگرچہ زمین کے کرّہ کا سورج کے گرد گھومنا، انسانی اخلاق پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتا لیکن اگر زمین پر رہنے والا انسان شہوت اور معدے کے گرد گھومے گا تو پھر اخلاق بھی برباد ہوجائیں گے معاملات بھی برباد ہوجائیں گے، بستیاں اجڑ جائیں گی، انسانوں کی لاشوں کے ڈھیر ہوں گے، ہر طرف فساد کا منظر ہوگا۔

آج ساری دنیا کے تعلیمی ادارے، ساری دنیا کے ماہرین، اپنی ساری صلاحیتیں یہ بات معلوم کرنے میں لگا رہے ہیں کہ انسان کا معدہ کس طریقے سے بھرا جاسکے، اور انسانی خواہشات اور شہوت کو کس طریقے سے پورا کیا جائے؟ آج بڑا انسان وہ ہے ڈگریاں اُسے مل رہی ہیں، اعزاز اسے مل رہا ہے، کامیابی کا سرٹیفکیٹ اسے مل رہا ہے جسے لوگوں کے جیب سے پیسہ نکالنا آتا ہے، جو تھوڑے وقت میں زیادہ مالدار بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ جسے تھوڑے وقت میں زیادہ مال جمع کرنے کا فن اور طریقہ آتا ہے وہ بڑا انسان سمجھا جاتا ہے، اس لئے کہ ساری انسانیت کی سوچ اور فکر اس کے گرد گھوم رہی ہے کہ معدہ کیسے بھرا جائے؟ شہوت کیسے پوری کی جائے؟ سارے بجٹ اسی کیلئے تیار ہو رہے ہیں، سارے ادارے اس کیلئے بن رہے ہیں، ساری زندگی کی بھاگ دوڑ اس کیلئے کی جارہی ہے اور بدقسمتی سے اس کا نام ترقی رکھ لیا گیا ہے۔ بڑا نادان ہے یہ انسان، بڑا گر چکا ہے یہ انسان، بڑی گھٹیا سوچ ہے اس انسان کی کہ اپنی انسانیت ہی کو کھو بیٹھا ہے۔ پہلی بار دنیا میں فساد اس وقت آیا جب انسان نے انسانیت کے مرتبے سے بلندی چاہی اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ کہنے لگا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔

جب اس نے اللہ کی خدائی میں دخل اندازی کرنا شروع کی، جب بھی دنیا میں فساد آیا اور اس وقت بھی دنیا میں فساد آیا جب بستیوں میں، علاقوں میں، سوسائٹیوں میں گھروں میں، انسان نے انسانیت سے گر کر حیوانیت کا رُخ اختیار کیا۔ اس دور کی بدنصیبی ہے کہ یہاں دونوں خرابیاں جمع ہوگئی ہیں۔ کچھ طبقے تو خدائی کے دعوے کر رہے ہیں اور خدائی اختیارات میں دخل اندازی کر رہے ہیں اور اللہ کے

لائے ہوئے نظام میں تبدیلی کررہے ہیں۔ اسلام کی خوبصورت زندگی کے اندر من پسند ترمیم چاہ رہے ہیں۔ یہ خدائی اختیارات میں دخل اندازی ہے۔

کچھ لوگ تو یہ کررہے ہیں اور ایک بڑا طبقہ اس دنیا کے اندر ایسا ہے جو انسانیت سے گر کر حیوانیت کی زندگی اختیار کرچکا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔

''وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ''

اور جو لوگ کافر ہیں وہ عیش کررہے ہیں اور اس طرح کھاتے ہیں جس طرح جانور کھاتے ہیں۔ (سورۂ محمد:۱۲)

ایک بڑا طبقہ ایسا ہے کہ جس کی زندگی کا مقصد کھانا اور سب سے بڑی آرزو شہوت پوری کرنا ہے۔ اس کیلئے وہ پڑھ رہا ہے، ڈگریاں حاصل کررہا ہے اور ملکوں کے سفر کررہا ہے۔ اس کیلئے وہ رات دن کھپ رہا ہے کہ کسی طرح میرا معدہ اور شہوت پوری ہوجائے، قرآن نے اُسے حیوانیت سے تعبیر کیا ہے، یہ انسانیت سے گری ہوئی حرکتیں ہیں۔ جب دنیا میں یہ دونوں چیزیں ہوتی ہیں، پہلی یہ کہ انسان انسانیت کے مرتبے سے محروم ہوجائے کہ خدائی کا دعویٰ کرلے یا خدائی معاملات میں دخل اندازی کرے، اور دوسری یہ کہ انسان انسانیت سے گری ہوئی نفس پرستی اور شہوت پرستی کی زندگی اختیار کرلے، تو حیوانیت کی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔

دولت کی محبت اتنی خطرناک نہیں ہے جتنی دولت اور خواہش کے پورا کرنے کی ہوس خطرناک ہے، یہی ہوس ہے۔ تھوڑے عرصے کے اندر بڑا مالدار بننے کی حرص وہوس ایک ایسی چیز ہے جو آدمی کو بددیانتی، خیانت، جھوٹ اور

دوسروں کا مال غصب کرنے پر آمادہ کرتی ہے۔ آج کا انسان تو جوک بن چکا ہے۔ ہر شخص دوسرے کا خون چوس رہا ہے۔ ہر ایک یہ چاہ رہا ہے کہ میری شہوت پوری ہوجائے، میرا معدہ بھر جائے، میری دولت تھوڑے وقت میں زیادہ ہوجائے، میرے بینک بیلنس میں اضافہ ہوجائے۔ اب یہ انسان کے بجائے جوک تک بن چکا ہے۔ اب وہ انسان ہی نہیں رہا۔ ایسا حیوان بن چکا ہے جو دوسروں کا خون چوستا ہے۔ جو دوسروں کی زندگی سے کھیلتا ہے۔ جو شخص اپنے مفادات اور شخصی زندگی کی خاطر قوم کے افراد کا خون چوسے وہ کہاں کا انسان ہے؟

آج تکلیف دہ بات ہی نہیں کہ نفس پرستی کی زندگی رواج پا گئی ہے۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ خدا پرستی کے محافظ بھی آج نفس پرستی کے شکار ہو چکے ہیں۔ مسلمان جو خدا پرستی کی زندگی کے محافظ نگہبان اور داعی تھے، آج وہ بھی نفس پرستی کا شکار ہو گئے ہیں، اب دنیا کے اندر ہر بربادی کو کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ یہ اللہ نے اس اُمت کو اعزاز دیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت میں یہ دولت اُسے نصیب ہوئی تھی کہ خود بھی خدا پرستی کا علمبردار بنا اور اپنے عمل، اپنے کردار، اپنی زندگی، اپنی سوسائٹی، اپنے گھر، اپنی خوشیوں، اپنے غموں، اپنی تجارت، اپنے معاملات اور اپنے اخلاق سے اسلامی اور خدا پرستی کی زندگی کا نمونہ بنتا لیکن آج دردناک اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ جو خدا پرستی کی زندگی کے محافظ تھے ان میں بھی نفس پرستی کی زندگی اور حیوانیت کی زندگی رواج پا گئی ہے۔ اس لئے ہمیں انبیاء علیہم السلام کی زندگی کو سامنے رکھنا چاہئے اسی میں انسانیت کا بھلا اور ہماری خیر خواہی ہے۔

اللہ مجھے اور آپ کو کہنے سننے سے زیادہ عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

کثرت سوال کی عادت

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡئَلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ وَمَنۡ یَّتَبَدَّلِ الۡکُفۡرَ بِالۡاِیۡمَانِ فَقَدۡ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیۡلِ۔ (البقرۃ:۱۰۸)

ترجمہ: کیا تم اپنے رسول سے وہی پوچھنا چاہتے ہو جو اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا، (سنو) ایمان کو کفر سے بدلنے والا سیدھی راہ سے بھٹک جاتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو روکتا ہے کہ کسی واقعہ کے ہونے سے پہلے میرے نبی سے فضول سوال نہ کیا کرو، یہ کثرت سوال کی عادت بہت بُری ہے جیسے۔ ارشاد ہے ”یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡئَلُوۡا عَنۡ اَشۡیَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَکُمۡ تَسُؤۡکُمۡ“ اے ایمان والو! ان چیزوں کا سوال نہ کیا کرو جو اگر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں برا لگے گا اور اگر تم قرآن کے نازل ہونے کے زمانہ میں ایسی پوچھ گچھ جاری رکھو گے تو یہ چیزیں ظاہر کردی جائیں گی۔ کسی چیز کے واقع ہونے سے پہلے اس کی نسبت سوال کرنے کی وجہ سے وہ حرام نہ ہوجائے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مجرم وہ ہے جو اس چیز کے بارے میں سوال کرے جو حرام نہ تھی پھر اس کے سوال سے حرام ہوگئی۔ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد کو پائے تو کیا کرے؟ اگر لوگوں کو خبر کرے تو یہ بھی بڑی بے شرمی کی بات ہے اور اگر چپ ہوجائے تو بڑی بے غیرتی کی بات ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ سوال بہت

بُرا معلوم ہوا۔ آخر اسی شخص پر ایسا واقعہ پیش آیا اور لعان کا حکم نازل ہوا۔ بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضول بکواس سے اور مال کو ضائع کرنے سے اور زیادہ پوچھ گچھ سے منع فرمایا کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ میں جب تک کچھ نہ کہوں تم بھی نہ پوچھو تم سے پہلے لوگوں کو اسی بدخصلت نے ہلاک کر دیا کہ وہ بکثرت سوال کیا کرتے تھے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرتے تھے جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق بجالاؤ اور اگر منع کروں تو رُک جایا کرو۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب لوگوں کو خبر دی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، تو کسی نے کہا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہر سال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس نے پھر پوچھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے تیسری دفعہ پھر یہی سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر سال نہیں۔ لیکن اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور پھر تم کبھی بھی اس حکم کو نہ بجالا سکتے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مندرجہ بالا آیت تلاوت فرمائی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کرنے سے روک دیا گیا تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے میں ہیبت کھاتے تھے، چاہتے تھے کہ کوئی بادیہ نشین ناواقف شخص آجائے وہ پوچھے تو ہم بھی سن لیں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے میں کوئی سوال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرنا چاہتا تھا تو سال سال بھر گذر جاتا تھا کہ مارے ہیبت کے پوچھنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی ہم تو خواہش رکھتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کر بیٹھے پھر ہم بھی سن لیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر کوئی

جماعت نہیں، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف بارہ مسائل ہی پوچھے جو سب سوال مع جواب کے قرآن میں مذکور ہیں، جیسے شراب وغیرہ کا سوال، حرمت والے مہینوں کی بابت سوال، یتیموں کی بابت سوال وغیرہ وغیرہ۔

یہاں پر ''ام'' یا تو ''بل'' کے معنی میں ہے یا اپنے اصلی معنی میں ہے یعنی سوال کے بارے میں جو یہاں پر انکاری ہے، یہ حکم مؤمن کا فر سب کو ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت سب کی طرف تھی۔ قرآن میں اور جگہ ہے ''یَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ'' اہل کتاب تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ان پر کوئی آسمانی کتاب اُتارے، انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا کہ اللہ کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہیں جس ظلم کی وجہ سے اُنہیں ایک تند آواز سے ہلاک کر دیا گیا۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن زید نے کہا تھا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کوئی آسمانی کتاب ہم پر نازل کیجئے جسے ہم پڑھیں اور ہمارے شہروں میں دریا جاری کر دیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مان لیں، اس پر یہ آیت اُتری۔ ابوالعالیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کاش ہمارے گناہوں کا کفارہ بھی اسی طرح ہو جاتا جس طرح بنی اسرائیل کے گناہوں کا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنتے ہی تین دفعہ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ نہیں اے اللہ! نہیں، ہم یہ نہیں چاہتے۔ پھر فرمایا سنو بنی اسرائیل میں سے جہاں کوئی گناہ کرتا اس کے دروازے پر قدرتاً لکھا ہوا پایا جاتا اور ساتھ ہی اس کا کفارہ بھی لکھا ہوا ہوتا تھا اب یا تو دنیوی رسوائی کو منظور کر کے کفارہ ادا کر دے اور اپنے پوشیدہ گناہوں کو ظاہر کرے یا کفارہ نہ دے اور آخرت کی رسوائی کو منظور کرے۔ لیکن تم سے اللہ تعالیٰ نے

فرمایا: ''وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا'' یعنی جس سے کوئی بُرا کام ہوجائے یا وہ اپنی جان پر ظلم کر بیٹھے، پھر استغفار کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو بہت بڑا بخشش اور مہربانی کرنے والا پائے گا۔ اسی طرح ایک نماز دوسری نماز تک گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے، پھر جمعہ دوسرے جمعہ تک کا کفارہ ہوجاتا ہے۔ سنو جو شخص برائی کا ارادہ کرے لیکن برائی نہ کرے تو برائی لکھی نہیں جاتی اور اگر کر گذرے تو ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے اور اگر بھلائی کا ارادہ کرے، گو نہ کرے لیکن بھلائی لکھ لی جاتی ہے۔ اور اگر کر بھی لے تو دس بھلائیاں لکھی جاتی ہیں اب بتاؤ تم اچھے رہے یا بنی اسرائیل؟ نہیں تم بنی اسرائیل سے بہت سے اچھے ہو، باوجود اتنے کرم اور رحم کے پھر بھی کوئی ہلاک ہو تو سمجھو کہ یہ خود ہلاک ہونے والا ہی تھا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اگر صفا پہاڑ سونے کا ہوجائے تو ہم ایمان لاتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا لیکن مائدہ (آسمانی دسترخوان) مانگنے والوں کا جو انجام ہوا وہی تمہارا بھی ہوگا، اس پر وہ انکاری ہوگئے اور اپنے سوال کو چھوڑ دیا۔ مراد یہ کہ تکبر عناد سرکشی کے ساتھ نبیوں سے سوال کرنا نہایت مذموم حرکت ہے۔ جو کفر کو ایمان کے بدلے مول لے اور آسانی کو سختی سے بدلے وہ سیدھی راہ سے ہٹ کر جہالت وضلالت میں گھر جاتا ہے، اسی طرح غیر ضروری سوال کرنے والا بھی، جیسے اور جگہ ہے۔ ''اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا'' کیا تو نے اُنہیں نہیں دیکھا جو اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلتے ہیں اور اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ بڑی بری قرار گاہ ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

فانی دنیا کی راحت

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خوشحالی کیلئے دُعاء کی درخواست پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب:

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِذَا ھُوَ مُضْطَجِعٌ عَلٰی رِمَالٍ حَصِیْرٍ لَیْسَ بَیْنَہٗ وَبَیْنَہٗ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِہٖ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ مِنْ اُدَمٍ حَشْوُھَا لِیْفٌ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُدْعُ اللّٰہَ فَلْیُوَسِّعْ عَلٰی اُمَّتِکَ فَاِنَّ فَارِسَ وَالرُّوْمَ قَدْ وُسِّعَ عَلَیْھِمْ وَھُمْ لَایَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ فَقَالَ اَوَفِیْ ھٰذَا اَنْتَ یَاابْنَ الْخَطَّابِ اُولٰئِکَ قَوْمٌ عُجِّلَتْ لَھُمْ طَیِّبَاتُھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ لَھُمُ الدُّنْیَا وَلَنَا الْاٰخِرَۃَ۔ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ کھجور کے پٹھوں سے بُنی ہوئی چٹائی پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیٹے ہوئے ہیں اور اس کے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کے درمیان کوئی بستر نہیں ہے اور چٹائی کی بناوٹ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر گہرے نشانات ڈال دیئے ہیں اور سرہانے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کی چھال کوٹ کے بھری ہوئی ہے، یہ حالت دیکھ کے میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ تعالیٰ سے دُعاء فرمایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو فراخی

اور خوش حالی عطا فرمائے، روم اور فارس والوں کو بھی اللہ نے فراخی دی ہے، حالانکہ وہ تو خدا پرست بھی نہیں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطابؓ! کیا تم بھی اس حال میں اور اس خیال میں ہو؟ یہ سب تو وہ لوگ ہیں (جو اپنی خدا فراموشی اور کافرانہ زندگی کی وجہ سے آخرت کی نعمتوں سے محروم و بے نصیب کئے گئے ہیں اور اس لئے) ان کی وہ لذتیں (جو اللہ ان کو دینا چاہتا تھا) اسی دنیا میں اُن کو دے دی گئی ہیں اور ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب اس طرح ذکر کیا گیا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمرؓ! کیا تم اس پر راضی نہیں کہ ان کیلئے دنیا کا عیش ہو اور ہمارے لئے آخرت کا عیش۔ (بخاری و مسلم)

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فقیرانہ زندگی اور اس کی تکلیفوں کو دیکھ کر حضرت عمرؓ کا دل دُکھا، اور یہ آرزو پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اتنی وسعت اور خوشحالی عطا فرما دیتے کہ یہ تکلیفیں نہ دیکھی جاتیں اور چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے لئے دنیا کی وسعت اور دولت مندی کی دُعاء اللہ تعالیٰ سے نہیں کریں گے، اس لئے عرض یہ کیا کہ حضور اپنی امت کیلئے وسعت اور فراخی کی دُعا فرمائیں اور اسی کے ساتھ اپنا یہ خیال بھی ظاہر کر دیا کہ دنیا کی وسعت و دولت جب ایسی معمولی چیز ہے کہ اللہ نے روم و فارس جیسی کافر قوموں کو بھی دے رکھی ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دُعاء سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کو کیوں نہ عطا فرمائی جائے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اس گذارش پر بطور تنبیہ کے حیرت و استعجاب کے ساتھ فرمایا کہ اے فرزند خطاب کیا تم بھی ابھی حقیقت ناشناسی کے اس مقام پر ہو کہ ایسی بات کرتے ہو! روم و فارس وغیرہ کی یہ قومیں جو ایمان اور خدا پرستی سے محروم ہیں، ان کا معاملہ تو یہ ہے کہ آخرت کی اس

زندگی میں جو اصلی اور حقیقی زندگی ہے ان بے چاروں کو کچھ نہیں ملنا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ جو کچھ عیش وراحت ان کو دینا چاہتا تھا، وہ اسی دنیا میں دے دیا گیا ہے ایسی حالت میں ان کے عیش وآرام اور ان کی دولت مندی کو دیکھ کر اس پر للچانا اور اس کی حرص کرنا، حقیقت شناسی سے بہت بعید بات ہے، تم کو تو فکر وطلب بس آخرت کی ہونی چاہئے۔ جہاں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے، یہ دنیا تو بس چند روزہ قیام کی سرائے ہے، کیا یہاں کی تکلیف اور کیا یہاں کا عیش وآرام۔ میں اس دنیا میں اُس مسافر کی طرح ہوں جو سایہ کیلئے کسی درخت کے نیچے بیٹھ گیا ہو:

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ایک دن) کھجور کی چٹائی پر سوئے، پھر جب آپ اُٹھے تو جسم مبارک میں اُس چٹائی کی بناوٹ کے نشانات پڑے ہوئے تھے (اس حالت کو دیکھ کر اور اس سے متأثر ہوکر) اس خادم ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں تو ہم حضرت کیلئے بستر کا انتظام کریں اور کچھ بنائیں (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی اجازت چاہی) ارشاد فرمایا: مجھے دنیا سے (یعنی دنیا کے ساز وسامان اور اس کی راحتوں اور لذتوں سے) کیا تعلق اور کیا لینا! میرا تعلق دنیا کے ساتھ بس ایسا ہے جیسا کہ کوئی سوار مسافر کچھ دیر سایہ لینے کیلئے کسی درخت کے نیچے ٹھہرا اور پھر اس کو اپنی جگہ چھوڑ کر منزل کی طرف چل دیا۔ (مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

تشریح: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جس طرح یہ مسافر درخت کے نیچے ٹھہرنے کے تھوڑے سے وقت کیلئے راحتوں کے انتظامات کرنا ضروری نہیں سمجھتا اور منزل مقصود پر پہنچنے کی فکر کے سوا اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، بس یہی میرا حال

ہے اور حق یہ ہے کہ دنیا اور آخرت کی حقیقت جس پر پوری طرح منکشف ہوجائے تو اس کا حال اس کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا۔ اس کو دنیا میں راحتوں کے بڑے بڑے انتظامات کی فکر کرنا اور اس کیلئے اپنے وقت اور اپنی صلاحیتوں کا صرف کرنا ایسا ہی کارِ حماقت معلوم ہوگا جیسا کہ درخت کے سایہ میں تھوڑی دیر کیلئے ٹھہرنے والے مسافر کا اس ذرا سے وقت کیلئے بڑے بڑے انتظامات میں مشغول ہونا۔

دولت صرف وہی خطرناک ہے جو خدا سے غفلت اور آخرت کی طرف سے بے پروائی پیدا کرے۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو بلکہ بندہ اللہ کی توفیق سے دولت کے ذریعہ بھی اللہ کی رضا اور جنت کمائے تو پھر ایسی دولت والی حدیثوں میں یہی مضمون صراحت اور وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ ہم چند آدمی ایک مجلس میں بیٹھے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وہیں ہمارے پاس تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر اس وقت پانی کا اثر تھا (یعنی معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی غسل فرمایا ہے) تو ہم میں سے کسی نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم محسوس کرتے ہیں کہ اس وقت حضور کا مزاج بہت اچھا اور دل بہت خوش ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! (الحمدللہ ایسا ہی ہے) پھر اہلِ مجلس دولت مندی اور دنیوی خوشحالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے (کہ وہ اچھی چیز ہے یا بری اور دین اور آخرت کے لئے مضر ہے یا مفید) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے (اور اس کے احکام کی پابندی کرے) اس کیلئے مال داری میں کوئی مضائقہ اور کوئی حرج نہیں، اور صحت مندی صاحبِ تقویٰ کیلئے دولت مندی سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے۔ (جس کا شکر واجب ہے)۔

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اعتراض کر دینا کون مشکل کام ہے لیکن ہمیشہ اہل باطل منہ ہی کی کھاتے رہے ایک مولوی صاحب سے ایک شیعی نے کہا کہ جتنے نئے فرقے مرزائی، چکڑالوی وغیرہ نکلتے ہیں یہ سب سنیوں ہی میں سے نکلتے ہیں اور شیعوں میں سے کوئی فرقہ بھی نکلتے نہیں سنا مولوی صاحب نے کہا کہ جو آپ نے فرمایا بالکل صحیح ہے مگر اس کی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ یہ تو آپ تسلیم کریں گے کہ شیطان اپنا وقت بے کار تو کھوتا نہیں ہمیشہ گمراہ کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے شیعی نے کہا کہ ہاں یہ سچی بات ہے مولوی صاحب نے کہا کہ جب یہ تسلیم ہے تو اب سنئے کہ شیعوں کو تو انتہا مرکز گمراہی پر پہنچا کر بے فکر ہو گیا آگے کوئی درجہ گمراہی کا رہا ہی نہیں اور سنیوں کو حق پر سمجھتا ہے اس لئے ہمارے ہی پیچھے پڑا رہتا ہے اس شیعی سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ ان مولوی صاحب کو شیعوں سے بے حد نفرت ہے اسقدر کہ بعض جگہ غلو کی صورت بھی ہو جاتی ہے ایک روز کہنے لگے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے واسطے لڑے تھے میں نے کہا کہ یہ غلط ہے وہ حضرات دنیا کے طالب ہرگز نہ تھے

بہت سے بہت یوں کہہ سکتے ہو کہ سلطنت کیلئے لڑے تھے مگر اس سلطنت کی طلب کیونکہ محض ابقاء شریعت اور حفاظت دین کیلئے کیونکہ ہر سلطنت تو دنیا نہیں۔

آیت: ''اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ۔ الخ''

اس کی واضح دلیل ہے اسی سلسلہ سلطنت شہادت میں فرمایا کہ اودھ کی سلطنت کی تباہی اسی روز شروع ہوئی جس روز مولوی امیر علی صاحب شہید ہوئے ہیں ان کے مقابلہ میں اودھ کی سلطنت کا لشکر بھی تھا سنا ہے کہ جس روز ان کی شہادت ہوئی کئی نے بطور تفاول کے دیوان حافظ دیکھا یہ شعر نکلا۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　چندان امان نداد کہ شب رہ سحر کند

(تو نے دیکھا کہ پروانہ کے خون ناحق نے شمع کو اتنی مہلت بھی نہ دی کہ صبح ہی کر لیتی) اس کے بعد جب پارلیمنٹ میں اودھ کی سلطنت کے انتزاع کا مشورہ طے ہوا ہے وہ عین وہی تاریخ شہادت کی تھی اللہ والوں سے جنگ کرنا حقیقت میں خدا سے جنگ کرنا ہے ان کو اکیلا نہیں سمجھنا چاہئے ان کے ساتھ بڑی زبردست قوت ہوتی ہے حضرت مرزا صاحب کو بھی شیعوں ہی نے شہید کیا ہے سنا ہے کہ جس روز مرزا صاحب شہید ہوئے ہیں اس روز صبح ہی سے یہ شعر بار بار آپکی زبان پر جاری ہوتا تھا۔

سر جدا کرد از تنم یارے کہ با ما یار بود　　قصہ کوتہ کرد ورنہ درد سر بسیار بود

(میرا سر تن سے اسی شوخ نے جدا کیا جو ہمارا یار اور ساتھی تھا، چلو قصہ مختصر کر دیا ورنہ عشق کا درد سر تو بہت تھا)۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

ارشاد فرمایا کہ جس طرح کشتی کے چلنے کیلئے پانی کا ہونا ضروری ہے بغیر اس کے کشتی نہیں چل سکتی، لیکن پانی کشتی کے لئے اس وقت تک مفید ہے جب تک پانی کشتی سے باہر رہے اور کشتی اس کے اوپر رہے۔ اگر کہیں پانی کشتی میں آجائے تو ظاہر ہے کہ یہ معاملہ کشتی کیلئے نقصان دہ ہے کہ وہ ڈوب جائے گی۔

یہی معاملہ انسان کے دل اور دنیا کا ہے۔ جب اس کی محبت دل میں نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ جہاں اس کی محبت دل میں آئی تو بس سارا معاملہ بگڑ گیا۔ تو مقصود بالکل دنیا کا ترک نہیں ہے بلکہ اس میں انہماک منع ہے۔

ارشاد فرمایا کہ دنیا سے تعلق بھی کم ہو ساتھ میں معاش کیلئے کوشش بھی ہو یہ دونوں باتیں جمع ہوسکتی ہیں۔ ان میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ اس کی مثال حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی عمدہ بیان فرمائی ہے کہ کسی کا بیٹا مر گیا ہو تو اس کا کوئی کام بند نہیں ہوتا مگر ایسا مضمحل ہوجاتا ہے کہ کسی کام کو دل نہیں چاہتا، گویا بالکل ڈھیلا ہوجاتا ہے، کھاتا پیتا بھی ہے، بولتا بھی ہے، ہنستا بھی ہے مگر سب تلخ، پہلے کی حالت میں اور اس حالت میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ کھل کر بات نہیں کرتا۔ کوئی زیادہ

بات کرنا چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ارے بھائی کیوں دق کرتے ہو؟ چھوٹوں اور بڑوں سب کو بابا بناتا ہے تو دیکھئے دنیا کے سب کام ہوتے ہیں۔ کونسا ضروری کام نہ رہا؟ کیا سردی گرمی کی حس باقی نہ رہی یا کھانے پینے کی حاجت کا احساس باقی نہ رہا؟ مگر یہ ضرور ہوجاتا ہے کہ یہ پروا نہیں رہتی کہ کونسا لحاف ہو، اس کی گوٹ بدصورت ہے یا کس قدر میلا ہے، یا یہ لحاف ہو، اس کی گوٹ بدصورت ہے یا کس قدر میلا ہے یا یہ لحاف اوڑھنا خلاف شان ہے، کھانا کھاتے وقت یہ اہتمام نہیں رہتا کہ چینی کے برتنوں میں ہو اور اقسام اقسام کے کھانے ہوں، جیسے اُلٹا سیدھا مل جائے پیٹ بھر لیا جائے۔ خلاصہ یہ کہ نخرے نہیں رہے، باقی سب کام بدستور ہیں۔ دنیا میں زندگی ایسی ہی ہونی چاہئے کہ دنیا کے سارے کام کرے، زندگی کی ضروریات پوری کرے، مگر مغموم اور مرجھائے ہوئے دل کے ساتھ۔

ارشاد فرمایا کہ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ یہ طریقہ تو ایسا ہے کہ اگر اس کو اختیار کیا جائے تو اس سے دنیا کے کام بند ہوجائیں گے اور ہماری حاجتیں وضرورتیں بھی پوری نہیں ہو پائیں گی۔ حالانکہ اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس سے کوئی کمی نہیں ہوگی اور نہ کوئی نقصان ہوگا بلکہ اس میں نفع ہی نفع ہے۔ اس لئے کہ تمام خرابیوں اور برائیوں کی بنیاد مال کی محبت اور دنیا کی محبت ہے۔ جب اس میں انہماک کم ہوجائے گا اور تعلق کم ہوگا تو اس کی وجہ سے جتنی آفتیں و مصیبتیں آئی تھیں وہ سب کم ہوجائیں گی۔ آرام واطمینان سے زندگی بسر ہوگی کہ نہ چوری کا خوف ہوگا نہ ڈاکہ کا خطرہ ہوگا نہ حق تلفی کا اندیشہ ہوگا، یہ سارے جھگڑے ختم ہوجائیں گے۔ غرضیکہ دنیا کی محبت دل کی بڑی بیماری ہے اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب زید مجدہم

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

نماز، تلاوت ذکر اللہ میں ہمارا جی نہیں لگتا، ہمارا جی لگتا ہے غیبت، بہتان اور الزام تراشی میں، یہ محرومی کی بات ہے۔خود سوچو ابھی تم نے عمدہ لذیذ غذائیں کھائی ہیں، عمدہ پانی پیا ہے اب ہم ان کا کیسے شکر ادا کریں، اسی لئے ہر نعمت کے استعمال کے بعد الحمدللہ کہنا چاہئے، عمدہ لباس پہنو، الحمدللہ کہو، شکر ادا ہوجائے گا، کھانا کھاؤ پانی پیو اس کے علاوہ بھی جس نعمت کا استعمال کرو، الحمدللہ کہہ لیا کرو، شکر ادا ہوجائے گا، یہ ساری چیزیں اختیاری ہیں بس صرف توجہ کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ توجہ خال خال لوگوں میں ہوتی ہے، اللہ والے ان ہی سب باتوں کی جانب توجہ مبذول کراتے ہیں۔

اللہ والے کوئی نئی بات تو نہیں بتاتے ہیں، وہ تو اسی بات کی تلقین کرتے ہیں تم گناہوں سے بچتے رہنا کیونکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ اپنے کو گناہوں سے بچاتا ہے۔جس نے کلمہ پڑھ لیا اس پر واجب ہوجائے گا کہ وہ خود کو گناہوں سے بچائے اور طاعت میں لگائے۔یہی دو نسخے ہیں، گناہوں سے خود کو بچانا اور

طاعت میں مصروف رہنا، آج ہم لوگ اس سے محروم ہورہے ہیں، یہ سب ہماری شامت اعمال کا نتیجہ ہے، جہاں چار پیسے آئے وہیں طغیانی آجاتی ہے، نماز کی فکر نہیں، تلاوت کی فکر نہیں اس کے برعکس دنیا کی چیزوں میں بہت جی لگتا ہے، یہ کیسی عجیب بات ہے، اسی کو کہتے ہیں احسان فراموشی، اللہ تعالیٰ کا احسان ماننے کے بجائے ہم نے اس کی بغاوت شروع کردی، اللہ تعالیٰ نے دماغ دیا، علم سکھایا، انہیں ہاتھوں سے آلات اور اسی کے عطا کردہ دماغ سے نئی نئی ایجادات کرائیں، ہم ان کا اچھی جگہوں پر استعمال کرنے کے بجائے غلط استعمال کرنے لگے ہیں۔

ظاہر ہے یہ ہماری کمی اور کوتاہی کی بات ہے۔ اس سے بچنے کا یہی نسخہ ہے کہ یہ سوچو کہ تم مومن ہو، موحد ہو، اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت میں لگاؤ اور خود کو گناہوں سے بچاؤ، تھوڑا وقت نکال کر تلاوت اور ذکر میں مصروف رکھو۔ یہ سوچنا چاہئے کہ اب ہمیں اگلا وقت ملے گا یا نہیں۔ جب اس بات کا استحضار ہوجائے گا پھر آدمی مالک کو راضی کرنے میں مصروف رہے گا اور اسے اسی میں لطف بھی آنے لگے گا۔ جو حضرات ریٹائر ہوچکے ہیں یا ان کے ریٹائر ہونے کا زمانہ قریب ہے ان کو تو اس جانب مزید توجہ دینی چاہئے، کس لمحہ وقت پورا ہوجائے، معلوم نہیں، کس وقت مرض کا حملہ ہوجائے، معلوم نہیں، لہٰذا جو وقت بھی مل رہا ہے اسے غنیمت جاننا چاہئے۔

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

روحِ تصوف

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ اغنیاء متکبرین کے مقابلہ میں تکبر کرنا چاہئے (یعنی صورتاً معاملہ تکبر کا کیا جاوے) اور فقراء کے ساتھ تواضع کرنا چاہئے کہ یہ سب تواضع میں داخل ہے۔

حضرت ابراہیم بن شیبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رفعت شان تواضع ہے۔

حضرت حارث محاسبی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا متوکل کو طمع بھی پیدا ہوسکتی ہے فرمایا ہاں طبعی طور پر کچھ وسوسے طمع کے پیدا ہوسکتے ہیں مگر وہ اس کے لئے مضر نہیں اور ان حضرات طمع کو ساقط کرنے میں ان کو اس بات سے مدد ملتی ہے کہ جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے مایوس ہوجاوے۔

حضرت ابووفاق فرماتے ہیں کہ صبر کی حد یہ ہے کہ تقدیر پر اعتراض نہ کرے لیکن محض اظہار مصیبت جو شکایت کے طور پر نہ ہو صبر کے منافی نہیں (دیکھئے) حق تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا ہے کہ (ہم نے اُنہیں صابر پایا وہ اچھے بندے ہیں) باوجود اس کے حق تعالیٰ ہی نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ انہوں نے اپنی مصیبت کو ان لفظوں میں ظاہر کیا تھا کہ مجھے تکلیف پہنچ گئی۔ حضرت ابووقاق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ کلمہ (یعنی مسنی الضرّ) حق تعالیٰ نے ان کی زبان سے اس لئے نکالا تاکہ اس اُمت کے ضعفاء کو دم مارنے کی جگہ ہوجاوے (ضبط محض سے تنگی نہ ہو)۔

ابوعلی وقاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رضا کیلئے یہ لازم نہیں کہ بلا کی تکلیف محسوس نہ ہو۔ رضا صرف یہ کہ حکموں کا قضاء الٰہی پر اعتراض نہ کرو نہ ظاہراً نہ باطناً۔

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بندہ پر واجب یہ ہے کہ اس قضاء پر راضی ہو جس پر راضی ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات نہیں کہ جو کچھ قضاء الٰہی ہو بندہ کو اس کو اس پر راضی ہونا، جائز یا واجب ہو۔ مثلاً معاصی اور مسلمانوں کے مصائب کہ قضائے الٰہی ان سے بھی متعلق ہوتی ہے۔ (حالانکہ بندہ کیلئے ان پر رضا جائز نہیں)۔

حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ کلام افہام عوام کے اعتبار سے ہے ورنہ افہام خواص کے اعتبار سے تو حقیقت وہ ہے جو عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے کہ اس جگہ دو چیزیں ہیں ایک تو معصیت اور مسلمانوں کی مصیبت سو یہ مقتضی ہے قضا نہیں اس لئے اس پر رضا بھی جائز نہیں اور دوسری چیز اس معصیت یا مصیبت کے ساتھ قضائے الٰہی کا متعلق ہونا سو اس پر رضا واجب ہے۔ معلوم ہوا کہ قضاء اور مقتضی دو چیزیں جدا جدا ہیں (اور دونوں کے احکام جدا جدا)۔

حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۸ھ) سے دریافت کیا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کا کیا مطلب ہے کہ (میں آپ سے طلب کرتا ہوں رضا بعد قضا کے) فرمایا کہ حدیث میں بعد قضا کی تخصیص اس لئے فرمائی ہے کہ) قضاء سے پہلے تو رضا کا صرف قصد ہوسکتا ہے (خود رضا کا تحقق نہیں ہوتا، رضا تو وہی ہے جو بعد قضا کے ہو)۔

حضرت عمرو بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۹۱ھ) امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو اپنے نفس پر سب سے زیادہ سخت اور دوسرے لوگوں کے معاملہ میں سب سے زیادہ نرم اور سہولت دینے والا ہو بجز امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

حاضر باش شخص

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نوراللہ مرقدہٗ

سنو! جب آفتاب نکل کر تھوڑا بلند ہوجائے، دو رکعت نمازِ اشراق پڑھا کرے۔ کم سے کم اشراق کا یہ درجہ ہے۔ نماز صبح کے بعد جائے نماز پر اس وقت تک بیٹھنا کہ آفتاب نکل آئے اور طلوع کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، اِن اعمال کی بہت فضیلت آئی ہے۔ اور جب آفتاب بہت زیادہ بلند ہوجائے تو نمازِ چاشت ادا کرے بہ اتباعِ سنت جس قدر اُس نے اپنے لئے لازم کرلیا ہے۔ اور دیکھ لے کہ اس کو ہمیشہ نباہ بھی سکے گا۔ ان کاموں کے بعد بزرگوں نے کہا ہے کہ مرید کو چاہئے کہ برادرانِ اسلام کی حاجت برآری کیلئے اُٹھے، جیسے بیمار کی عیادت یا جنازہ کی شرکت یا برّ وتقویٰ میں مدد کرنا۔ اگر اس قسم کے کسی کام کا موقع نہ ہو تو قرآن شریف کی تلاوت کیا کرے یا نماز نفل پڑھا کرے، یا ذکر میں مشغول ہوجائے، اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو ''فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ'' (جب نماز ادا ہوجائے تو زمین پر پھیل جاؤ) پر عمل کرے۔ یعنی فکرِ معاش میں مشغول ہوجائے۔ کھانے کپڑے کا سامان مہیّا کرے۔ اور اگر ان چیزوں کی بھی ضرورت نہ ہو تو ''وَفِی النَّوْمِ سَلَامَۃٌ'' (سوجانے میں سلامتی ہے) پر عمل پیرا ہو۔

یعنی سو رہے۔ پھر جب نماز ظہر کا وقت آجائے تو جاگ اُٹھے۔ طہارت کرے۔ پہلے چار رکعت سنت پڑھے، اس کے بعد فرض ادا کرے۔ پھر دو رکعت سنت پڑھے اور جائے نماز پر دوسری نماز کے انتظار میں بیٹھا رہے۔ اگر دل فکر ماسوی اللہ سے فارغ ہو، خدا کا شکر بجالاتا رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت آجائے۔ اور دل فارغ نہ ہو تو فراغ دلی کی کوشش کرے کیونکہ فراغ دلی بھی عین ذکر ہے۔ نماز فرض مسجد میں ادا کی جائے اور نمازِ نفل گھر میں کہ دین کی سلامتی اور خاطر جمعی اسی میں ہے۔ خیر جب عصر کا وقت آجائے مرید چار رکعت سنت ادا کرے۔ بعد اس کے چار رکعت فرض پڑھے۔ ذکر و فکر میں مشغول ہو۔ یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو جائے۔ عصر و مغرب کے درمیان میں دنیوی کام نہ کرنا۔ عبادت میں مشغول رہنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص آخر شب میں اُٹھے اور طلوع آفتاب تک عبادت کرتا رہے۔ اور مرید کو چاہئے کہ نفس کے ساتھ محاسبہ کرے اور یہ کہے کہ ایک روز کی عمر تیری گذری، تجھ کو کیا حاصل ہوا؟ ایسا مبارک دن گذر گیا تجھ کو کیا ملا؟ پھر نماز مغرب کی تیاری کرے۔ پہلے تین رکعت فرض بعدہٗ دو رکعت سنت پڑھے اس کے بعد بیس رکعت صلوٰۃ اوّابین ادا کرے۔ اگر ممکن ہو تو بیسوں رکعت پڑھا کرے، ورنہ جس قدر ہو سکے مقرر کرے ''تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ'' (انکے پہلو بستر سے لگے رہتے ہیں) کے مصداق وہی لوگ ہیں جو درمیان مغرب و عشاء یادِ حق میں رہتے ہیں۔ اور اس وقت کو زندہ رکھتے ہیں۔

اور جب عشاء کی نماز کا وقت آئے چار رکعت سنت پھر چار رکعت فرض ادا کرے اور دو رکعت سنت پڑھے وتر کو آخر شب کیلئے اُٹھا رکھے اگر اُٹھ جانے پر قادر ہو اور جاگنے کا اعتماد ہو۔ اور سمجھتا ہو کہ نیند ضرور ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر خوف سونے کا ہو تو عشاء کے ساتھ ساتھ وتر پڑھ لے۔ اس طرح پر عمل درآمد جو شخص کرے گا وہ غافل نہ سمجھا جائے گا۔ اور خاسروں میں اس کا شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس کو حاضر باش سمجھیں گے۔

بعد عشاء قرآن شریف کی ان سورتوں کو پڑھے جن کا ذکر قوت القلوب میں ہے۔ اور اگر اس کو ان سورتوں کا نام معلوم نہیں ہے، یا وہ سورتیں یاد نہیں ہیں تو ڈھائی سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لیا کرے ہزار آیت اس حساب سے ہوتی ہے۔ بعد اس کے ذکر وطہارت کے ساتھ سو رہے۔ مگر جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو سونے کا قصد نہ کرے۔ اور رات رہتے صبح ہونے کے قبل بیدار ہو جائے۔ آخر حصہ رات کا استغفار کیلئے نہایت موزوں ہے۔ اور سب وقتوں سے رات کا وقت افضل ہے۔ اور اگر مرید آخر شب میں نمازِ تہجد پڑھا کرے تو اور بہتر ہے۔ کیونکہ اس نماز میں معنیِ استغفار اور معنیِ تلاوتِ قرآن دونوں موجود ہیں۔ اس طرح پر جو شخص عمل کرے گا اور ثابت قدم رہے گا تو اُمید قوی ہے کہ برکت سے اُس کے باطن کی راہ یعنی طریقت کی راہ اس پر کھل جائے گی۔ اور مرید کو چاہئے کہ طریقت کی راہ شریعت کی موافقت میں چلے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ شیطان کی جنگ سے باز نہ آتے اور نہ اس کے فریب اور اس کے گھاتوں کی تلاش میں سستی کرتے۔ اس خصلت سے آج کل اکثر لوگ غافل ہیں۔ چاہئے تو یوں کہ جیسے شیطان ہمیں دھوکے دینے سے غافل نہیں ہوتا ہمیں بھی اس سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ وہ تو ہر وقت گھات میں لگا ہوا ہے اور اس پر حریص ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے غضب میں ڈالے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر آدمی چالیس سال کی عمر تک پہنچ کر بھی گناہ نہ چھوڑے اور اپنی سرکشی سے تائب نہ ہو تو شیطان اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہے اور کہتا ہے کہ نجات نہ پانے والے چہرے پر میں فدا ہوں۔

(میں کہتا ہوں) اسی کی تائید کرتی ہے وہ حدیث جو طبرانی نے مرفوعاً نقل کی ہے کہ جو شخص چالیس سال کی عمر کو پہنچے اور اس کی حسنات سیئات پر غالب نہ ہوں تو وہ اپنی جگہ دوزخ میں بنالے۔

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، آدمی کا اپنے کو لوگوں سے ممتاز دیکھنے سے بڑھ کر شیطان کا فریب کوئی نہیں، کیونکہ جب وہ اس حالت میں مرتا ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں مرا۔ کوئی عمل بھی اُسے مفید نہ ہوگا۔ والحمد للہ رب العٰلمین

محرم الحرام ۱۴۴۴ھ

حمدِ باری

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

اگر چہ میں بدکار و نالائق ہوں اے شاہ جہاں!
پر ترے اب چھوڑ کر در کو بتا جاؤں کہاں؟
کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کے واسطے
ہے عبادت کا سہارا عابدوں کے واسطے
اور تکیہ زہد کا ہے زاہدوں کے واسطے
ہے عصائے آہ مجھ بے دست و پا کے واسطے
نہ فقیری چاہتا ہوں نہ امیری کی طلب
نہ عبادت نہ زہد نہ خواہش جاہ و حسب
درد دل پر چاہئے مجھ کو خدا کے واسطے
رحم کر مجھ پر تو اب، چاہ ضلالت سے نکال
بخش عشق و معرفت کا مجھ کو یارب ملک و مال
اپنے جملہ اولیائے باصفا کے واسطے
گو میں ہوں اک بندۂ عاصی غلام پر قصور
جرم میرا حوصلہ ہے نام ہے تیرا غفور
تیرا کہلاتا ہوں میں جیسا ہوں اے رب غفور!
انت شاف انت کاف فی مہمات الامور
انت حسبی انت ربی انت لی نعم الوکیل

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

محرّم کے رسوم

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت عظمیٰ پر رسم تعزیہ داری، سیاہ پوش ہونا، ننگے سر ہونا، سر میں خاک ڈالنا، سر کو پیٹنا، اور سر کو تیل وغیرہ سے خشک رکھنا، ماتم کرنا، واویلا کرنا، نوحہ کرنا، مرثیے گانا جس میں بزرگان دین کی توہین ہوتی ہو، چلّا چلّا کر رونا، علم نکالنا، بچوں کو قیدی فقیر بنانا، تعزیہ گاہ میں تلاوت کلام پاک کرنا اور منتیں ماننا، دَلدَل کو گائے کا دودھ اور جلیبی کھلانا، ڈھول اور تاشے بجانا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک اس کی اصل کیا ہے؟

جواب: حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت یقیناً ایک دردناک حادثہ ہے اور خاندانِ نبوت سے عقیدت ومودت کا تعلق رکھنے والوں کیلئے روح فرسا واقعہ ہے، سب کو اس سے عبرت حاصل کرنا لازم ہے کہ حق پر کس طرح قائم رہنا چاہئے، کسی جابر طاقت کے سامنے جھکنے سے جام شہادت نوش کرنے کا مقام بہت بلند ہے۔ لیکن یہ انتہائی بدقسمتی اور حرمان نصیبی ہے کہ جرأت اور حق گوئی کا سبق حاصل کرنے کی جگہ پر ان جاہلانہ اور زنانہ مراسم نے قبضہ کرلیا ہے اور اب ان ہی کے ذریعہ حق وفاداری ادا کیا جاتا ہے۔ اور مذکورہ سوال میں بعض چیزیں مکروہ ہیں، بعض بدعتِ سیئہ ہیں، بعض حرام ہیں، بعض درجۂ شرک تک پہنچی ہوئی ہیں، اہل سنت والجماعت کے مسلک سے ان کا کوئی ربط نہیں ہے، یہ روافض کا شعار ہے۔ ان کی صحبت کا اثر بے علم یا بے عمل اہل سنت والجماعت میں بھی پھیل گیا ہے، ان کا بند کرنا ضروری ہے۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

غسل کرنے کا مسنون طریقہ

پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئیے، پھر اِستنجے کی جگہ دھوئیے۔ چاہے ہاتھ اور اِستنجے کی جگہ پر نجاست لگی ہو یا نہ لگی ہو، ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے (اور اِستنجے کی جگہ دھونے سے مراد یہ ہے کہ چھوٹا اور بڑا دونوں اِستنجے کے مقام کو دھوئیے) پھر بدن پر کسی جگہ منی یا کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہو تو اس کو پاک کیجئے۔ اس کے بعد مسنون طریقہ پر وضو کیجئے۔ اگر پانی قدموں میں جمع ہو رہا ہے تو پیروں کو نہ دھوئیے۔ وضو کے بعد تین مرتبہ سر پر پانی ڈالئے (اِتنا پانی ڈالئے کہ سر سے پاؤں تک سارے بدن پر بہہ جائے) اور بدن کو ہاتھوں سے مَلئے تاکہ بدن کا کوئی حصہ خشک نہ رہنے پائے۔ اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو غسل نہ ہوگا۔

غرض سارے بدن پر پانی بہائیے۔ پھر وہاں سے ہٹ کر پاک جگہ پر آکر پاؤں دھوئیے لیکن اگر وضو کے وقت پیر دھولئے ہوں تو اب دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: غسل کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچھنا بھی ثابت ہے اور نہ پونچھنا بھی لہٰذا دونوں میں سے جو صورت بھی آپ اختیار کریں، سنت ہونے کی نیت کرلیا کیجئے۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم الحرام ۱۴۴۴ھ اگست 2022ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۵۲) نسب کی وجہ سے طعنہ دینا کہ تو فلاں ذلیل برادری کا ہے یا حرام سے پیدا ہے وغیرہ۔

حدیث میں ہے دو چیزوں کا ارادہ کرنا بھی کفر کے قریب ہے ایک لوگوں کے نسب پر طعنہ دینا دوسرے میّت پر چلّا کر رونا۔ (مسلم)

(۵۳) علماء اور اولیاء اللہ کی توہین کرنا۔

حدیث میں ہے کہ تین آدمی ہیں جن کی بے ادبی اور بے توقیری صرف منافق ہی کرسکتا ہے ایک بوڑھا مسلمان، دوسرے عالم، تیسرے عادل بادشاہ۔ (ترمذی)

گناہ کے نقصانات

(۷۶) بے شرمی اور بے حیائی کے کاموں سے طاعون اور ایسی نئی نئی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔

(۴) الایمان بالرسل

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ائمہ مجتہدین اور اولیاء کرام کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۴ جو شخص شریعت کے خلاف کام کرے وہ اللہ کا دوست اور ولی نہیں ہوسکتا اگر اسکے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دے یا وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے، اس کو ''اِسْتِدْرَاج'' کہتے ہیں، ایسے شخص سے اعتقاد رکھنا درست نہیں۔

عقیدہ:۵ ولی لوگوں کو بعضی باتیں بھید کی سوتے یا جاگتے میں معلوم ہوجاتی ہیں اس کو ''کشف'' اور ''الہام'' کہتے ہیں، اگر شریعت کے موافق ہے تو مقبول ہے ورنہ اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

عقیدہ:۶ دین کی بعض باریک باتیں جو ہر ایک کی سمجھ میں نہیں آتیں اُن باتوں کو پکّے پکّے بڑے بڑے عالموں نے اللہ کی توفیق سے اپنے علم کی روشنی میں قرآن وحدیث سے سمجھ کر دوسروں کو بتلادیں ایسے لوگ ''مجتہد'' کہلاتے ہیں۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

کوئی مزا مزا نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے، زندگی نہیں

میکشو! یہ تو میکشی رندی ہے میکشی نہیں
آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)